يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ✱ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ✱

ہمین کچھ کین نہین لوگو نصیحت ہے غریبانہ

کوئی جو پاک دل ہووے دل و جان اس پہ قربان ہے

دعوۃ الندوۃ

از حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نصرہ اللہ العزیز الرحیم

جس کو

ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ امرتسر میں

خاکسار شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان

ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے مطبع انوار احمدیہ میں چھاپ کر شائع کیا

[illegible]

الاستفتاء من ندوة العلماء

باسمه سبحانه

اهل الدهاء وندوة العلماء ۔۔۔ بشرى لكم بشرى لكم بجاء

جئنا اليكم بالهداية والتقى ۔۔۔ من ربنا ذي المجد والآلاء

ارسلت يا اهل الرشاد اليكم ۔۔۔ لبلاغكم عن زبدة الرحماء

وهو الذي قد جاءنا في وقته ۔۔۔ نور الاله ونخبة النجباء

قد جاءنا في **قاديان** مبشرا ۔۔۔ ذو العلم والايمان والاضواء

بدر منير طالع فوق العلى ۔۔۔ لينيركم في ليلة ليلاء

قد اظلمت ليل العمى وضلالة ۔۔۔ عمت وهب الريح من فحشاء

فسد الزمان واجدبت ارض الهدى ۔۔۔ فاذا اتى بالماء للاحياء

حيوا اولي مجد اليه بطوعكم ۔۔۔ وبصلحكم سمعا له بدعاء

شهد الزمان وارضكم وسماءكم ۔۔۔ بطلوع **نور** منارة بيضاء

هو مرسل من ربكم وصدوقكم ۔۔۔ واتاكم ليضيئكم بضياء

قلعت اصول الخير شحناء الورى ۔۔۔ قطع الغصون بحصد البغضاء

رفع التقى والبر واندم النهى ۔۔۔ وحياءهم افنى وفور بغاء

والمسلمون تقاصروا في دينهم ۔۔۔ وعلومهم اذ ضيعوا كهباء

ضعفت قواهم حين ذهبت ريحهم ۔۔۔ وقلوبهم للدين مثل هواء

هدموا بناء وفاقهم من جهلهم ۔۔۔ وعمت حلومهم فهم كعقاء

مالوا الى الدنيا فما حصلت لهم ۔۔۔ تركوا الديانة بعد من لألاء

منهم من ارتدوا وتركوا دينهم ۔۔۔ والاكثرون جماعة الجهلاء

لا يعرفون اصولهم وفروعهم ۔۔۔ نبذوا الكتاب وراءهم كعداء

ظلوا بالحاد كمنكر ربهم ۔۔۔ لا يؤمنون به ويوم لقاء

لم تبق فيهم قوة و شجاعة — ضل السيوف وضل حرب علاء
فاذا ايا سادات فق ما سئلن — فيجيبنی منكم ذووا الآراء
هل جاء حين الرشد ام لابعدا — فلذاك افتونی اولی الافتاء
ما قولكم فی ذاك افتونی بما — هو عندكم من نصفة ودهاء
فلو اختصت يد نصرة من ربنا — فی وقتنا هذا فوقت بكاء
لم يبق حد مذ له و سفا لنا — ما ذاك بعد الوقت غير فناء
يا زمرة الحذاق قوموا ابصروا — يتلألأن بالنور وجه سماء
قد نزل منها النور نور ارضكم — ذاك المسيح و ذاك نور بقاء
شمس الهداية تلمعن من فوقكم — تهتان وحي الله للاحياء
اروى قلوب المتقين رذاذه — قد اخصبت ارض التقى بالماء
قطر العطاء وجود جود والندا — سفلت له يد عظمة العظماء
قتل الخنازير التی ابت الهدى — انفاسه الانبال للاعداء
القى عدو رسوله من اربا — فی حفرة النيران نباء فناء
وكلامه قد يفحمن فصحاء كم — وليخجلن من قام من سفهاء
رفعت له اعلام نصرة ربه — ولواء لا استعلى جميع لواء
ذا يصلحن القوم من اسلامهم — وله يد طولى وحسن سخاء
ويعالج المرضى بفيض رسوله — و يوحي من اعطاه وحي شفاء
طهرت قلوب المومنين بفيضه — برء الرجال و نسوة من داء
فارون ماذا تصلحون لقومكم — من ذا الذی هو فائز ببهاء
هل تصلحونهم بكبر عمائم — او بالجباب و باللحى و رداء
او بالكلام لمثله لا يكثرت — احد من الحضار عند خلاء
فاعوذ بالله الكريم العاصم — من فعل من يلغوا لمثل لمرئ
يا ايها الفضلاء حيوا بعدما — ظهر الصلاح اليه غير اباء

نا ۳

هو عبر بفضل الله ظل رسوله
یا اهل عنبر سر اطیعوا واتقوا
ولقد رأیتم اٰیة الله التے
انکرتمو حقاً صریحا بعد ما
انتم الی کم تاٰہون بغفلة
یا طالبی نور الهدایة ابصروا
یا ایها السادات نشکر سعیکم
جئنا کم لبلاغ حق ثابت
وکذاک نرجو شکرکم لاٰمامنا
فالحمد لله الذی هو ربنا
بعث النبی محمدا ومسیحه
وانا المبارک عبده المسترشد
واحفظن من عاهاتِ نفسی کلها

بشری لمن لاقاه مثل ظماء
انتم رأیتم صدق ذی الابراء
ظهرت ببلد تکم بنباء فناء
کشف الغطاء کمثل کشف ثناء
قوموا وذا کالخبط من عشواء
هذی ذکاء وافکروا بذکاء
انتم جمعتم زمرة العلماء
فسمعتم بالحب غیر عناء
وقبول حق ذاک خیر جزاء
ذو الجود والاحسان والنعماء
وهدی من اتبع الهدی بعطاء
یارب زِدنی عیشتی ونمائی
یارب زدنی عفتی وحیائی

نمقه المستفتی العائذ بالله الاحد ابو یوسف محمد مبارک علی
ابن فضل احمد احمدی عفی اللہ عنہ

کیا آپ مسلمان ہیں؟

تو

آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مشہور و معروف اخبار الحکم جو مہینہ میں چار بار دارالامان قادیان سے شائع ہوتا ہے۔ ضرور پڑھیں جسمیں حقانیت اسلام پر اعلیٰ درجہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں اور فضیلت اسلام کو معقولی اور علمی طریق پر ثابت کیا جاتا ہے مخالفین اسلام کے حملوں کا لطیف جواب دیا جاتا ہے غرض قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کا اظہار کیا جاتا ہے نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے سالانہ قیمت علاوہ محصولڈاک ۵ء تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور کے نام ہوں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ندوۃ العلما کی طرف ایک خط

میرے پیارے بھائی یعقوب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ۔

ندوۃ العلماء کے ناظم معین منشی غلام حسین عارف صاحب کی طرف سے ہمارے پاس ایک اعلان پہنچا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اب کے دسمبر مین یہ گروہ کلکتہ مین فراہم ہوگا۔ اس مین مختصراً ندوہ کی غرضین بھی لکھی ہین اور ایک خط بھی آیا ہے جس مین چاہا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام آنے والے اجلاس مین شریک ہون۔ مین آپ کے قابل قدر اخبار کی وساطت سے جناب ناظم معین صاحب اور ان کے ذریعہ اور تقریب سے ندوہ کے حامیون کی خدمت مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امید ہے کہ آپکا محسن القوم جریدہ میری چند سطرون کو اپنے اندر جگہ دیکر مجھے شکرگذار بنائے گا۔

ندوۃ العلماء ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ قوم پر ڈالنے والی ایجوکیشنل کانفرنس یا کوئی انجمن ہو افراد ہون یا مجموعے ہون جن لوگون کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دھن لگی ہوئی ہے اور سچی گدازش اور قوم کی پستی کے احساس نے انہین بیقرار کر رکھا ہے۔ انہین سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے درپے ہین۔ اور وہ کونسا تاگا ہے جو اس سے نکلگیا ہے جس سے اس کا شیرازہ

واہو گیا اور سارا تانا بانا ادھڑ گیا ہے۔ اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی تو کن مضبوط چٹانون پر اسکا پیرجم گیا تہا اور کیا کلید تہی جو اسکے ہاتھ آگئی تہی جس سے قدرت کے مُدتون کے دفینون کی قفل کھول لئے تہے اور پھر اس امر مین پاک دل سے غور کرنی چاہئے کہ آیا اس قوم کے مدینۃ الفلاح مین یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کارآمد ہے ؟

مسلمان ایک قوم ہین جن کے لئے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی کہ ابراہیمی قبلہ کو پہچانین۔ اسکے لئے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کارروائیان کین۔ ایک کنکریلے بیابان مین جہان مختلف نگون کے پتھر تہے اسنے بڑی صاف اور سیدھی سڑک بنانے کا ارادہ کیا تیرہ برس تک اُسے مختلف روکون کے ہٹانے مین لگے۔ ان جلیل القدر رزولیوشنون کو غور سے پڑھو جو مکّی اجلاسون مین پیش اور پاس ہوئے کسی مین یہ ہے کہ آلہہ باطلہ اٹھا دئیے جائین یہ انسانی ترقی کی راہ مین روک ہین اور پیش ہوکر ملأ اعلے کے اتفاق سے پاس ہوا کہ ایک ہستی کی پرستش ہو جو تمام محامد عالیہ اور اسماء حسنی کی جامع اور تمام نقائص اور رذائل اور عیوب سے پاک ہے۔ تمام تعلقات سے بڑھکر اس سے تعلق پیدا کیا جائے۔ تمام اندرونی اور بیرونی قویٰ اور اعضا حنیفیت کے رنگ مین رنگین ہوکر اسکے حضور مین جھکائے جائین کسی رزولیوشن کا مفہوم ہے کہ حرامکاری۔ حرام خواری۔ ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فواحش اور بدعہدی اور غداری اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہین انسان کو تباہ کرنیوالی چیزین ہین انکا انسداد کیا جائے کسی رزولیوشن کا یہ مقصد ہے کہ نصرانیت نورِحق کے پانے اور سچی فلاح اور نجاح کے حاصل کرنے مین خطرناک روک ہے اس کا مسئلہ ولد خدا ہونے کا اور اس کا کفارہ اور تثلیث ایسے ہولناک اور چشمۂ مفاسد ہین کہ آسمان اس سے پھٹ جائین اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہوکر گر پڑین۔ اور اسکی تعلیم اور اسکے نتائج تمام نبیون کی تعلیم اور ساری راستبازیون کی برخلاف ہین اس غول سے راہ صاف کیجائے کسی مین مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا انسان سے کلام نہین کرتا اور اسپر اپنا تازہ نوربخش اور تازہ بتازہ تسلی بخشنے والا کلام نہین اُتارتا اور انسان کی روح مین اپنے وصال کی فطری تڑپ پیدا کرکے بہی کبھی ایسی عادت نہین رکھتا کہ اسکے آگے مُنہ سے نقاب

اُٹھائے اور انسان آسمان کے نور کی تائید اور فوق العادت کھڑکیون کے کھلنے کے بغیر اپنی مادی تلاش اور محدود قُوائے سے کرید کرید کر مصنوعات مین آخر صانع کا کھوج لگا لیتا ہے غرض بڑے زور سے یہ رزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک برہموپنے کی بیخکنی کیجائے۔ اور کہین بڑی فوت اور پورے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے اسلئے کہ آغاز عالم سے سارے راستبازون اور منعم علیہم کی وہی راہ ہے اسی پر اسمٰعیل۔ اسحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ داؤد و سلیمان اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے۔ غرض قوم بنانے کیلئے اور اس راہ کی روکون کو دور کرنے کیلئے یہ تدبیرین ہین جو اس جہان کی انجمن کے احکم الحاکمین پریزیڈنٹ کو سوجھین اور بنی آدم کے سچے خیرخواہ اور کامل مصلح **محمد مصطفٰے** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ عمل مین آئین۔

تیرہ برس تک تو بظاہر یہ رزولیوشن **تھیوریون** کے رنگ اور روزن مین تھے مگر آگے چلکر ایک اور میدان (مدینہ طیبہ) مین انپر عملدرآمد شروع ہوا۔ باطل معبودون اور ہاتھون کی کاریگریون کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے۔ ناپاک یہودیت جو ہر ایک تازہ راستی کو بدعت سمجھتی اور اصلاح کے موجدون اور راستبازی کے ناصرون کی جانی دشمن تھی تباہ کردی گئی اور اصلاح اور ترقی کی نئی بنائی ہوئی مملکت کے آس پاس سے اسکے منحوس وجود کے خار و خس کو صاف کر دیا گیا اور سب سے آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی ترقیون اور فلاح کے چشمے بہ نکلے یہ کیا گیا کہ بیت اللہ کو تمام ناراستیون اور بطلانون کے ریپریزنٹیٹوز (مظاہر و مجالی) سے جو اگرچہ گنتی مین تین سو ساٹھ تھے مگر قیامت تک کے نئے نئے پیدا ہونیوالے جھوٹے مذہبون اور مشربون اور سکولون اور تھیوریون کے جامع اور جڑ تھے پاک اور خالی کیا گیا ؂

یہ ساری کارروائیان درحقیقت مبادی تھین اور انسانی فطرتون کے تیار کرنے اور ایک بڑے مقصد کے حاصل کرنیکے قابل انہین بنانے کے لئے ایک بڑے کاری مسہل کے قائم مقام تھین اسکے بعد وہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہون نے اس کس مپرس اور متفرق اور امی قوم کو تہذیب اور تمدن اور سیاست کے ثمرات سے برخوردار کیا اور ان تمام عقاید اور ایمانیات کو جو

سرالسرا اور صدق قلب سے تعلق رکھتے تھے عملی رنگ مین ظاہر کیا۔ پانچ وقت کی نمازون کی پابندی کرائی گئی جس سے حقوق الٰہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہوگئی۔ پھر زکوۃ کا حکم دیا گیا اور ہر قسم کے صدقات و میرات کا امر ہوا جن سے حقوق عباد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کونسٹرکشن کے بعد ایک اور ڈسٹرکشن شروع ہوا جو اس پہلے دسٹرکشن سے کسی طرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجادلہ تھا ان ڈاکوون کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ مین آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہین دیتے یعنی میخوری اور قماربازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبون کو صلاح کاری اور تقوے اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لئے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لئے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے ان عیوب سے پاک کیا جائے ؏

ان تمام باتون مین غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقف کو بھی شرح صدر سے اس امر کا سمجھنا ناممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اس حیثیت کا جو ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کی تھی ایسے وقت اور ایسی قوم مین ایسا کامیاب ہوا کہ جس کامیابی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح مین پائی نہین جاتی۔ ایک مادی یورپ مین کسی ایک شاخ علم مین ماہر کیون نہ ہو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف مین ان حیرت انگیز کارروائیون اور انقلاب انگیزیون کو پڑھتا او پاتا ہے اور اگر مردم خوار متعصب نہ ہو تو فیاضی سے آپ کو بڑا مدبر اور عقلمند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت مین اس پر کیا موقوف ہے سپرٹ آف اسلام کا معتزلی مصنف اور علی گڑھ سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ خدا کے صاف اور صریح تکلیم اور انسانی قوے سے بڑھ کر اور خارج وحی اور آواز پران کا یقین نہین۔ مگر حقیقت الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لئے جیسے کہ وہ بنگئے مادی اور زمینی عقل اور انسانی تدبیر یا دم چیلے اور جوڑ توڑ کام نہین دے سکتے قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے اور ان پر عملدرآمد کرا دینا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور معتاد باتون سے چھوڑایا گیا۔ شراب خوری۔ قماربازی اور عیاشی اور بے باک اور آزاد زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتی بدنظری جو برسون سے شیرمادر کی طرح

لوگون کی محبوب و مطلوب تھی ان باتوں سے انہیں روکا گیا اور پانچ نمازون کی پابندی اور روزون کی پابندی
اور عضو عضو پر تقوے اور عصمت اور طہارت کی قید لگا دی گئی۔ تمام اختلافون اور نزاعون اور
خونریزیون کو جو جنگجو قومون کا دل پسند مشغلہ ہوا کرتی ہین دور کرنے کا حکم دیکر پر زور الفاظ مین
تاکید ہوئی وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۔ الغرض ان باتون کو دیکھ کر
عقل کرید کرید کر بیکار ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہین لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے یعنی یہ
کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبون کے سہارے سے
اٹھتا بیٹھتا ہے۔ پاک اور صاف عقل اس اعتراف پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدائے مقتدر کی تائید اور
سماوی نصرتون کے بغیر اتنی بڑی تبدیل اور انقلاب ممکن نہین۔ ایسی اصلاح اور تبدیل اسی انسان
کا کام ہے جو پرلے درجہ کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ اس کی جان ساری دنیا سے زیادہ مزکی اور مطہر
ہو۔ ایک طرف ساری آلایشون اور کدورتون اور زنگون سے جو دنیوی علائق اور آلودگیون کا لازمی
نتیجہ ہین پاک ہو کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفادارانہ پیوند رکھتا ہو اور دوسری طرف مخلوق
کے ساتھ ان کی صلاح و فلاح کے لئے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو یعنی اُسکی
دونون جہتین پوری درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہون۔ انسان کامل ہو اور اہل زمین
کے مصالح اور مفاد سے سچی دلچسپی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور الٰہی قرب سے کامل حصہ رکھتا ہو ممکن
ہے کہ آج کل کے خشک لفاظ جو آسمان سے قطع تعلق کر کے زمین کے کیڑے بن گئے اور اپنے ہی منصوبون
ہر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہین اور ہر امر کے لئے یورپ کا اسوہ اور نمونہ چاہتے ہین اس
بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگہ سے دیکھین۔ مگر بات اسی طرح ہے اور عنقریب افضح الموّدبین دکھا
دے گا کہ حق اور حکمت وہی راہ ہے جو پیش کی گئی ہے لیکن یہان ایک بات بہت تحقیق کے قابل ہے
اور فطرت سلیم مین بے اختیار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لا نظیر اطاعت جو قوم نے دکھائی اور اپنے
مالوفات کو چھوڑ کر اس راہ کی پوری پیروی کی جو ہادی نے انہین دکھائی اور مختلف راہون اور مشربون
کے لوگ اس کی آواز پر ایک ہو گئے اور اپنے ارادون اور راؤن اور مذہبون اور مشربون اور نفسانی

جذبات اور اختلافات کو اسکے امر پر قربان کردیا۔ بجز کامل اور زندہ ایمان کے اور ایک جانگداز
رعب اور سطوت کے جس کے ساتھ عجیب خوف اور خشیت ملی ہوئی ہو یہ اطاعت ناممکن ہے
پس یہ کامل ایمان اور زندہ یقین جس سے انکی پہلی ہستی اور ہوا پر موت آگئی اور تمام روکین جو
معاصی اور ذنوب سے پیدا ہوتی ہین خار وخس کی طرح جل گئین کیونکر اور کس راہ سے انہین حاصل
ہوا اسکے اسباب مین غور کرنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ امام مفترض الطاعت ہادی کامل
علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی مین دو خصوصیتین تہین جنکی تحریک اور تاثیر سے یہ دولت قوم کو ملی۔

اول پورا اور سچّا نمونہ جو تعلیم آپنے دی اس پر چل کر دکھایا۔ قران کریم کے اوامر کی پابندی کامل
طرح خود کی اور اسکی نواہی سے اجتناب کیا اس بات نے لازمًا وہ عظیم الشان فائدے قوم کو
پہنچائے ایک یہ کہ صحابہ کے دلون میں بہ یقین شرح صدر سے پلا یا گیا کہ وہ اوامر اور نواہی ضرور خدا
تعالی کی طرف سے ہین اور وہ کلام لاریب فیہ ہر دو منقذ ہر خدا کا کلام ہے جسمین وہ مذکور ہین اس لئے
کہ انسان کے جذبات اور قوے کی بناوٹ ایسی بنائی نہین گئی کہ خود تراشیدہ باتون اور نفس کے جوش
کی ایسی کامل پابندی کرے کہ تنہائی کی گھڑیون میں اور میدان مین کبھی بہی بال بھر انحراف انکی
بجا آوری سے نہ کرے اور زندگی کے تمام واقعات مین اس امر کا صاف صاف ثبوت دے کہ
ان احکام کی تعمیل اور عدم تعمیل کی صورت مین اسے جانگداز خوف اور روح افزا امید شامل حال
رہتے ہین اس عاشق عارف اور اس امر کو محسوس کرنیوالے صحابی کے یہ اشعار پڑھ لو اور سوچو کہ کس
احساس اور اہتزاز نے اسکے منہ سے نکلوائے۔ جب اس نے رات کے آخری حصہ مین اتفاق سے
اپنے محبوب و مولے کو مسجد مبارک مین تہجد پڑھتے دیکھا اور مرسل کو خدا کے احکام کی تعمیل مین
سرگرم پایا تو کس جوش سے کہا ؎

ؔ وفینا رسول الله یتلوا کتابه ؔ اذا انشق معروف من الفجر ساطع ؔ
ؔ یبیت یجافی جنبه عن فراشه ؔ اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع ؔ
ؔ ارانا الهدی بعد العمی فقلوبنا ؔ به موقنات ان ما قال واقع ؔ

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کا فوق العادت جوش انہین پیدا ہوا۔
درحقیقت اس سے زیادہ موثر کوئی بات نہین ہوتی کہ بانی اور مصلح کی رفتار اور گفتار مین پوری
مطابقت اور مصالحت ہو صحابہ کے چال چلن کا اور اپنے مولےٰ سے لانظیر عشق کا اور اپنے
عہد بیعت کے کامل ایفاء کا جو نمونہ ہم دیکھتے ہین وہ کیون دوسری قوم مین پایا نہین جاتا وہ نمونہ
نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دکہایا۔ چنانچہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ بات بات مین بگڑتے
اور اپنے نبی کی مخالفت کرتے تہے اور اکثر کہنے سے ہی لگ جاتے تہے اور نہ ہی حضرت مسیح کے
شاگردون نے دکہایا جنہون نے آخری نازک وقت مین بہی بیوفائی اور غدر کا ثبوت دیا۔ غرض
کیا وجہ ہے کہ کسی مرشد کے خدام نے ایسا حیرت انگیز نمونہ کبہی نہین دکہایا۔ اسکا صاف صاف
جواب یہی ہے کہ قرآن کریم کی کامل اخلاقی اور تمدنی اور سیاسی تعلیم پر ہمارے ہادی کامل علیہ السلام نے
جیسے خود چلکر اور اُسے اپنی زندگی کی تمام رفتار اور تحریکات کا دستور العمل بناکر دکہایا اور خدا کیطرف
سے آپ کو عمل اور اظہار عمل کے موقعے ہی میسر آگئے ویسے کسی کو ہی بخشے نہین گئے اور آپ کے
اخلاق اور اعمال کے تمام مختلف شعبے جو بالقوہ آپ کی پاک ذات مین مخفی اور مرکوز تہے مکی اور مدنی
دو متضاد اور متخالف زمانون کی تحریکات کی وجہ سے پوری ظہور مین آگئے اس سے آپ مین قوت
قدسی اور عقد ہمت اور تزکیہ اور تطہیر کی طاقت تمام راستبازون سے زیادہ پیدا ہو گئی جو قوم بنانے
کے لئے ایک مصلح مین سب سے زیادہ ضروری شئے ہوتی ہے اور اسی نمونہ اور اظہار سے قوم مین
سچا خلوص اور وفاداری اور اطاعت پیدا ہوئی ٭

دوسری خصوصیت جس سے زندہ ایمان اور منور یقین دلون مین پیدا ہوا قرآن کریم کا اس
صراط مستقیم کو مخصوصًا اختیار کرنا تہا جسکی سخت ضرورت اس کتاب کو تہی جسے ابد تک زندہ اور مبارک
رہنا تہا اور جو خدا نمائی اور خدا بینی اور گناہ سوزی اور پاک سازی کا ایک ہی ذریعہ تہا وہ تہے
مقتدر نشان اور قاہرانہ پیشگوئیان جو غیب پر مشتمل تہین جو اپنے اپنے وقتون پر بڑے جلال او کمال
سے پوری ہوئین۔ تمام قرآن کریم ان زبردست پیشگوئیون سے بہرا ہوا ہے۔ اس وقت محل اور وقت

نہین کہ اس اجمال کی تفصیل کی جائے ان امور پر ہم نے اپنے بہت سے خطبون اور تقریرونمین بحث کی ہے خداوند حکیم علیم کا زنہ اور آخری کتاب مین اس معجزہ اور خرق عادت کو اختیار کرنا اور دوسرے تمام مادی اور مخلوق کے عمل اور صناعت سے ملتبس اور مشابہ ہوجانے والے معجزات کو ترک کردینا اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور جاودانی علمی معجزہ جو علوم کی گھمسان لڑائی مین کامیاب ہوسکتا ہے یہی نشان ہین جو غیبی مقتدرانہ پیشگوئیون کے رنگ مین ظاہر ہوتے ہین۔

علوم و فنون کی اعلے سے اعلے ترقی کا زمانہ اس سے بہتر کوئی فوق العادت چیز نہین پاسکتا کہ جس کے آگے سر تسلیم خم کردے۔ انجیل کیون ایک تنکے کی طرح علوم جدیدہ کی رُو کے آگے بہ نکلی۔ اور اس کا سارا شیرازہ کھلگیا اور کیون ہندوون کا مذہب آج بازیچہ طفلان بن گیا اسی لئے کہ اس اول الذکر کتاب نے ایسے معجزات پر اپنے صدق کا مدار رکھا جس سے بڑھکر آج یورپ دکھا رہا ہے اور وہ مادی سطح اور انسانی وسعت کے دائرہ سے اوپر اور باہر نہین اور ہندو مذہب کا سارا دار و مدار افسانون اور کھیلون پر ہے جو علم اور فضل کی روشنی کے مقابل پاش پاش ہوجاتے ہین اقتداری پیشگوئیان جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہین حقیقی معجزات ہین جن کی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہین ہوسکتا۔ اور دوسرا کوئی ذریعہ ایسا جہان مین نہیں جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آسکے۔ خداتعالے کا کامل تصرف اور تدبیر اور تقلیب اور ذرات کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصریف و تصرف مین رکھنا اور اس کا صفت تکلم اور سمع اور بصر اور بندون کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف ہونا غرض خداتعالے کی ان صفات پر یقین کبھی حاصل نہین ہوسکتا جب تک اقتداری پیشگوئیان سامنے نہ کی جائین اور پھر وقتون پر حسب مصالح الٰہیہ پوری ہون گناہ سوز فطرت جو حرام کاریون اور بیباکیون اور گستاخیون اور رندیون اور قلاشیون اور عیاشیون اور اباحتی چالون کی زندگی پر موت وارد کردے کبھی حاصل نہین ہوسکتی جب تک خدا کی غیرت پر اور اس کی حرام کارون کو بھسم کردینے والی آگ پر سچا ایمان نہ ہو۔ اور دل بول اٹھے کہ وہ زندہ اور غیور خدا ہے اور اس کا غضب مجرمون اور عاصیون کے حق مین تیز دودھاری تلوار ہے اور یہ ایمان

ل نہین سکتا جبتک اس کے وجود اور قائم اور قیوم اور حی مقتدر ہونے کا یقین نہ آجائے اور اس کے لئے یہی ذریعہ اقتداری پیشگوئی ہے توریت نے بھی یہی نشان بتایا تھا کہ سچا نبی وہ ہوگا جس کے منہ کی باتین پوری نکلین گی اور قرآن حکیم نے توحقیقت کا مدار بالکل ان ہی باتون پر رکھا ہے *

غرض نفسون اور خواہشون کے خلاف ایک تعلیم کا منوا دینا اور اس پر عمل کرا دینا اور شرارت ناپاک عیبون اور رہزنون اور کیسہ بُرون کا راہ سے صاف کردینا آسان بات نہین کیسی صاف بات ہے کہ اصل مقصود تو خدا کی کتاب کا وہ اخلاقی تعلیم تھی جس پر انسان کی صلاح وفلاح کا دارومدار ہے۔ پھر غیب کی قادرانہ پیشگوئیان کرنا اور اپنے مخالفون کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی ہمیشہ خبر دینا اور اپنی چال اور اس پر ضروری نصرت اور تائید آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت کے لئے دوسرے منعم علیہم گروہ یعنی نبیون کی سیرت اور کامیابی کو پیش کرنا جیساکہ کتاب اللہ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ انسان کی فطرت بغیر انذار اور تبشیر کے کسی کام کے کرنے یا اس سے ہٹنے کیطرف مائل نہین ہوسکتی۔ یہ ایک ایسا تقاضا ہے جو خالق فطرت نے انسان کی جبلت مین رکھدیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ حصہ خدا کی حکیم کتاب کا منصور و موید نبیون کے قصص اور مقتدرانہ پیشگوئیون سے بھرا ہوا ہے جن سطحی خیال کے فیلسوفون نے پہلے زمانون مین اور ان کی کورانہ تقلید سے حال کے لوگون نے معجزات سے انکار کیا ہے انہون نے خدا کے کلام کے اس پرحکمت نظام مین غور نہین کی اور سخت نادانی اور دلیری سے کہدیا کہ قرآن کریم مین نہ تو کوئی معجزہ ہے اور نہ کوئی غیب کی پیشگوئی ہے اور زیادہ تر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی مردہ اور بے برکت کتابون مین اور قرآن مین کوئی مابہ الامتیاز نہین بتا سکے۔ مجرد تعلیم پر تو وہ ناز نہین کرسکتے تھے اس لئے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزا لامعلوم قدامت کے صحیفون مین بھی موجود ہین۔ انسان کی سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کے ایک ہی قطعی دلیل تھی۔ اقتداری پیشگوئی۔ جو علوم

عجیب پر مشتمل ہو اس کا انہون نے انکار کر دیا۔ ایک ظالم نے یہان تک لکھدیا کہ الم غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین
مین کوئی پیشگوئی نہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پارسی اور رومی طاقتون کی قوت کا اندازہ کر کے پولیٹیشنون کیسی اٹکل سے یہ بات کہدی۔ کاش وہ ستمگر قرآن کریم کے الفاظ مین غور کرتا تو اس کی سمجھ مین یہ بات بہت جلد آجاتی کہ خدا کا کلام اس کی پست اور سفلی اٹکل سے بالاتر ہے اور اس نے یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ سے اس پیشگوئی کو دوہری پیشگوئی کر کے دکھانا چاہا ہے کہ یہ پیشگوئی غلبہ روم کی فارس پر انسانی اٹکل نہین بلکہ خدائے غیب دان مقتدر کے منہ کی بات ہے۔ اس لئے کہ جہان یہ فرمایا کہ رومی غالب آئینگے معًا فرمایا کہ اسی تاریخ کو بیکس مظلوم مسلمان ظالم قریش پر منصور و مظفر ہو کر خوش و خورم ہون گے +

(اس پر دیکھو ہمارا مضمون قرآن کریم کی پیشگوئیون کی حقیقت پر الحکم نمبر ۲۰-۲۱ و ۲۲ مین)۔ غرض یہی پیچے بحث الہی ہین جن پر عقل کا سائنس کا اور قانون قدرت کا کوئی اعتراض وارد نہین ہو سکتا اور یہی ذریعے ہین جن کی شوکت اور اقتدار کی عظمت کے مقابل خم ہو کر انسان گناہون کی ناپاک زندگی سے نکل سکتا اور خدا تعالے کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی کے زیور سے آراستہ ہو سکتا ہے +

حاصل کلام خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تدریجی تعلیم سے اور ان مقتدر ہتھیارون کے استعمال سے ایک قوم بنائی جو تین صدیون تک صراط مستقیم پر رہی اور آخر قانون قدرت کے مقتضا سے طبعی طور پر انقلاب آیا۔ پہلے مذہب اور اخلاق مین پھر لازمًا حکومت اور سیاست مین خوفناک تغیر پیدا ہوا اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہین اور اب علی گڑھ سکول اور ندوہ کوشش کرتے ہین کہ اس کی وہی صورت و شکل بنا دین جو پہلے تھی۔ مگر خدا کے لئے ان سکولون کے انصار اور مؤیدین غور کرین کہ کیا وہ ان ہی پگڈنڈیون پر قدم مار رہے ہین جن پر اس قوم کے پہلے بانی نے مارا۔ اور ان کے ہاتھون مین وہ ذریعے اور ہتھیار ہین جن کی ترغیب و ترہیب سے قوم کو

اُس تعلیم پر مجبور یا مائل کر دین جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہین یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت مین دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہین کہ مسلمانون کی تباہی حد سے نکل گئی ہے اور اب پھر یہ اُسی آگ کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑے ہو گئے ہین جس سے ایک مبارک اور مقتدر ہاتھ نے اُنہین پہلے چھوڑایا تھا۔ وہی اختلافات۔ وہی نزاعین اور وہی مفاسد۔ ہوا بالکل نکل چکی ہے۔ ایمان اور مذہب اور عصبیت جو ایک ہی روح روان اور سٹیم ان مین تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ وہی عیاشی اور فسق و فجور۔ شراب خوری۔ قمار بازی اور کاہلی ان مین آ گئی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت۔ قرآن کی عزت اور خود خدا تعالےٰ کی جبروت اور وقعت دلون سے اٹھ گئی ہے ان باتون کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہین ہے دل سے یا زبان سے بولنے والے سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہین جو فی الواقع ہین اور اس قوم مین پیدا ہو جاتے ہین جو خدا کی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف چلنے سے خدا کی نظرون سے گر جاتے ہین ایجوکیشنل کانفرنس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی سیکڑون کو نہین ہزارون کو بی اے۔ ایم اے۔ بنا لیا ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا لیا۔ اور اس کی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم نیم یورپین بھی بن گئی اس لئے کہ پورے یورپین بن جانے سے تو وہ بھی مایوس ہین اور پیر با تو کے سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ امید کرتے ہین اور ایسی امید کرنے کے وجوہ ان کے پاس ہین کہ وہ وہ قوم بن جائینگے جس کے بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اس کے لئے وہ تدابیر اختیار کی گئین جو اوپر ذکر ہو چکی ہین۔ اس قوم کو یا قومون کو مسلمانون کے لئے اُسوہ قرار دینا اور رات دن ان ہی کی باتون اور فعلون کو ان کی آنکھون کے سامنے مزین کرنا جس کی نگاہ زمین کی سطح تک محدود و مقصود ہے اور مادی لذت اور عیش اور بطن اور فرج کی شہوتون کے دائرہ سے ان کی ہمت باہر نہین جاتی اور آسمان کی طرف کبھی نظر اٹھا کر نہین دیکھتے سراسر غلطی ہے مسلمانون کو یہ سکھایا گیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھین اور ان مادہ پرست قومون کی غائیت نظر یہ ہے ان ھی الا حیوتنا الدنیا

نموت و نحیا وما نحن بمبعوثین ان کی رات دن کی کوشش ان کے
صنائع۔ ان کی ملک گیری کے منصوبے اور کار روائیان سب سے اصل غرض یہی ہے کہ رذیل اور
سفلہ خواہشین پوری ہون۔ اگر کچھ لوگ ان مین ایسے بھی ہین جو ملک گیری اور صنائع کے شغلون
مشغلون مین مبتلا لوگون سے ذرا اونچا قدم اٹھاتے اور دکھاتے ہین کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے
ہین تو وہ بدقسمتی سے ایک مرقع انسان کی خدائی پر قناعت کیے بیٹھے ہین بڑا زور دیا جا رہا ہے
ہائی ایجوکیشن پر اور کیا کچھ اس کی خاطر کیا جا رہا ہے۔ بہت خوب اس کی ضرورت سہی اور واقعی
ضرورت ہے مگر کیا یہ حق نہین کہ ایک طرف سے بالکل ذہول ہوگیا ہے یا دانستہ یا اضطرارًا پہلوتہی
کیا گیا ہے۔ ان مجلسون نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور اس پر ایسا قوی
ایمان رکھتے ہین جیسا راستباز خدا کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے تعرض نہ ہو۔ شرائع حقہ کی
پابندی صوم وصلوۃ کا التزام فسق وفجور سے اجتناب تقوے وطہارت اور تعظیم شعائر اللہ کو اختیار
کرنا۔ مجالسون اور کانفرنسون مین ان باتون کا ذکر حرام ہے جسمون اور قالبون کا اجتماع ایک مکان
مین ہو اور ضرور ہو۔ روحون مین خواہ کیسے ہی مختلف درجہ اور نوع کے میلان اور جذبات ہون
ایک بیباک زناکار ایک رزولوشن پیش کرے۔ اور دوسرا آب آتشین سے مست ہوا ہوا خواہ
اس وقت اس کے منہ سے نجاست کی بدبو آتی ہو اور پاؤن مرکز پر ٹھہر نہ سکتے ہون اس کی
تائید کردے۔ ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو۔ مادی
خیال کا آدمی ہو۔ دہریہ ہو کوئی ہو نام ہو مسلمانون کا سا وہ مجلس کا صدر بن جائے۔ شرط یہ ہے
کہ کلب من کلاب الدنیا ضرور ہو اور جیفۂ دنیا سے اسے کافی حصہ ملا ہوا ہو۔ مین پوچھتا ہون اور ہر خدا
ترس حق پرست کے دل مین ضرور یہ سوال پیدا ہونا چاہئیے کہ کیا اس قوم کا آغاز اور ابتدا ایسے
ہی بانیون اور مقدسون اور موئیدون اور ناصرون سے ہوئی ہے اور کیا یہی طریق فلاح وصلاح
کے ہین جو اب اختیار کیے گئے ہین۔ اور سب سے زیادہ ضروری بات جو مدار ہے تمام کامیابیون کی
اتفاق اور وحدت ہے اس کا اب تک کوئی وجود نہین اور نہ اس کے اشتراط واستقرار پائے جاتے

ہین۔ ندوۃ العلما خدا کے لئے غور کرے کہ کیا اس کا پاؤن بھی اُن ہی آثار پہ پڑا ہے جو انجمن کشتیل
کانفرنس یا علیگڈھ اسکول کے سرو زمین پر لگا گئے ہین یا اس بزرگ انجمن نے کوئی اور سادہ اختیار
کی ہے اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے ہین ان کو اور تمام سچے مسلمانون کو توجہ دلاتا ہون اس
اعلان کے مقصد سوم و چہارم پنجم و ششم کی طرف جو ندوۃ العلما کیطرف سے ۱۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء
مین شایع ہوا۔ مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے "اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی
جائے جس سے ہمارے اطوار اور چال چلن درست ہون آپس کی پھوٹ کی جگہ قوت متفقہ
سے کام لیا جائے" (۴) فُروعی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم عمارت
کی جڑ کھوکھلی کر دی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ مین ظاہر کیا جائے" (۵) احقاق حق
اور ابطال باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ اور فساد کی نوبت نہ آئے"
(۶) "وہ خطہ جہان اسلام کا نور دھندلا سا پڑا ہوا ہے اور جہان اسلام کی حقیقت اور
حقانیت سے لوگون کے دماغ ابتک منور نہین ہوئے وہان دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے
اور اس کے فیوض و برکات کیا ہین" کیا یہ باتین اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہین ان تجویزون
سے۔ اور ان خود تراشیدہ منصوبون سے جو اختیار کئے گئے ہین۔ اخلاق نبوی کس ذریعہ
اور اُسوہ سے سکھائے جائین۔ کون مرد مزکی اور مطہر اور صاحب قوت قدسیہ اور صاحب
نشان و علامات ہے جو ان اخلاق کو سکھائے۔ کیا ممکن ہے کہ ان اخلاق سے متخلق ہوئے
بغیر اور ان صفات کاملہ حسنہ سے متصف ہوئے بدون کوئی دوسرون کے تزکیہ اور تعلیم کا
متکفل ہو سکے۔ اخلاق مین وہ سب شعبے داخل ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات
پاک مین دکھائے گئے اور جو قوم بننے کے لیئے ضروری اور بنیادی پتھر تھے۔ اور جیسا ہم بیان
کر چکے ہین آپ کو علمی اور عملی رنگ مین خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس
جہان کے انتظام اور اصلاح کیلئے ضروری اور دوسرے عالم کی تیاری اور اہلیت کے حاصل

کرنے کے لئے موزون اور مناسب تھے۔ اب بڑا سوال یہ ہے کہ ندوہ کن کو یا کس کو پیش کرتا ہے
جو محمدیت کے بروز اور مظہر ہونے کا مدعی ہے۔ اور اگر یہ اصطلاح گران معلوم ہو تو یون ہی
کہ آپ کا سچا خلیفہ کونسا ہے جسے پیش نظر رکھکر ندوہ کو امید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اس سے
حاصل ہو جائے گا۔ فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعین مٹائی جائین۔ یہ کیونکر اور کس
ذریعہ سے یا کس کے ذریعہ سے۔ کیا کوئی ایسی پر رعب مگر دلکش آواز رکھتا ہے جو قوم کے
خطرناک جھگڑون مین بہت جلد دراگرز ور سے کہے الی الجا هلیة وانا فیکم
اور اس آواز کے سنتے ہی سب جوش سرد پڑ جائین اور تلوارین میانون مین کر لی جائین
اور مفارقت اور مباغضت معانقہ اور مصافحہ سے بدلجائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے
کہ ایک وجود مفترض الطاعت اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اُس آگ پر پانی نہین پڑا جسنے
کبھی ہزارون خاندانون کو راکھ کر ڈالا تھا اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن مین لگ رہی
ہے۔ بہتون نے منہ کی پھونکون سے اور بعضون نے آستینون سے اس آگ کو بجھانا چاہا
مگر خدا کا قانون قدرت کسی کے لئے کیونکر بدلجاتا۔ وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اسپر نہ پڑتا
جس کی فطرۃ آتش کشی کے لئے بنائی گئی ہے اور جسکے برسنے کے بعد ہی اور صاف آواز
آتی ہے وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا اور فاصبحتم
بنعمتہ اخوانا۔ یاد رکھو اگر آج زہر وہی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہی مفاسد اور عیوب قوم مین
پیدا ہو گئے ہین جو اس وقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی (صلے اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوا تو آج
بھی پھر اسی کے دوبارہ آنے کی ضرورت ہے۔ پھر اسی سلسلہ کی ضرورت ہے جو اس وقت اصلاح
قوم کے لئے قائم ہوا اور جس نے اپنی عملی کامیابی پر مہر لگا دی۔ عجیب بات ہے اور ہمارے علما پر
اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیون اس سہل بات کو نہین سوچتے کہ اتنا تو سب تسلیم کر چکے ہین کہ اس
جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا مین سر نکالا ہے۔ مسجدون اور خانقاہون مین عجائب خانون کی
طرح انسانون کے ڈھیر بھرے ہوئے ہین مگر روح نہین۔ خدا تعالے پر وہ ایمان نہین۔ وہ راستی

اور تقوے و طہارت نہین - وہ شریعت حقہ کی پابندی نہین - بیباکی - اباحت - دہریت - اور فسق
کا مرض عالمگیر وبا ہو رہا ہے پھر باوجود اس بات کے تسلیم کرنے کے اور مرض کے تشخص ہو جانے کے
الٹا علاج کیون کیا جاتا ہے - کیون اسی پہلے نسخہ کیطرف توجہ نہین کیجاتی +

اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کے مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور مداہنہ سے
زندگی بسر کرین اور عقائد اور ایمانیات کی عصبیت اور جوش کی گردن مار دین - ایک محمود آباد
کا راجہ سینہ مین خدا کے قدوسیون کا بغض اور عداوت اور جوش تبرا لیکر ندوہ کا پریزیڈنٹ ہو
اور وہان ان قدوسیون کے ذکر سے زبان آشنا نہ ہو تو کامیابی معلوم - بڑی غلطی ہے یورپ کی
نظیر کو پیش کرنا - ان لوگون کا معاملہ اور ہے اور تمہارا معاملہ جن کو روشن کتاب اور باہرہ حجت دی
گئی اور ہے تم اس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کے بغیر کبھی بسر
نہ ہو سکوگے - ان بھرویون اور نقالیون سے یقیناً خدا کا غضب بھڑکے گا - سب سے پہلے مداہنہ
کی تدبیر پر عمل کرنیکا میلان اس شخص مین پیدا ہونا چاہئے تھا اور تمہارے علمی زعم کے موافق اسے
ضروری تھا جسکو غیور خدا نے کہا ودوا لو تدھن فید ھنون + مین ندوہ کے اس
عالمانہ فقرہ کا مطلب سمجھ نہین سکا کہ "فروعی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ مین ظاہر
کیا جائے" مسلمانون کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلون مین پکی ہوئی باتو نپر کچھ لکھا جائے
اور پھر ایک قوم بن جائین اور اشتعال مین نہ آئین یا منت سماجت کرکے اور ہاتھ جوڑ کے ہر ایک
مذہب اور مشرب کو کہدیا جائے کہ عیسے بدین خود موسے بدین خود - وہ کون سے الفاظ ہین اور
مہذب الفاظ جنسے مثلاً منکران خلفاء راشدین کو سمجھایا جائے گا کہ تمہاری راہ درست نہین
اور تم خدا کے فعل اور قول کا خلاف کرتے ہو جبکہ وعدہ استخلاف سے جو خدا کا قول ہے اور حضرت
صدیق کو خلیفہ بلافصل بنا دینے سے جو خدا کا فعل ہے منہ پھیرتے ہو یا فریق ثانی کو کہا جائے گا
کہ امامت بلافصل لاریب حق حضرت علی کا تھا مگر وہ ناتوان تھے بیکس تھے ناچار ان کا حق غصب
کیا گیا - اور ایسا ہی مقلدون اور غیر مقلدون کے نزاع کا فیصلہ کیا جائیگا - اور وہ کونسے مذہب

الفاظ مین مثلاً جن کی وساطت سے بڑی ملائمت اور ملاطفت کے ساتھ ایک خوفناک سکول کی
پیرو یا مداح ذریت کو کہا جائیگا کہ نمازون کی پابندی ضروری شے ہے اور روزے خداتعالے
کا فرض ہین انسان مسلم ہے اور سچی طہارت اور تقوے اور خشیت اور انابت ایک مسلمان کا تمغہ
ہین - یہ اباحتی اور بے قید زندگی جو تم نے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنت حنفہ محمدیہ
کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہین - مین باادب ندوہ کے محترم علما سے پوچھتا ہون کہ وہ
اسلوب اور منہاج تو از راہ کرم بیان فرمائین جن سے وہ فروعی اور جزئی اختلاف کو مٹائینگے
کیا اس لفظی تجویز کو پیش کرنے اور پاس کرنے کے وقت ان کی ضمیرون نے یقین کر لیا کہ یہ مبارک
تجویز ہے اور ضرور عمل مین آجائے گی اور اس تاریکی کے وقت مین یہ تجویز نور کا کام دے گی
پھر اس پیچیدہ ایما بات کا مطلب سوا اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا مذکور ہی درمیان
نہ آنے پائے - مگر یہ ناممکن ہے اور ابد تک ناممکن ہے پھر کیا ندوہ یقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا عالمون
کے اپنے منصوبے اور جوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہو چکے ہوئے گلہ کو ایک میدان مین ایک عصا کے نیچے
فراہم کر لینگے - اور کیا کوئی اس کی نظیر ہے - اسلام اور مسلمانان کی تاریخ مین بجز اس مبارک
قرن کے جس مین لاعلوم زمانون کے مختلف الآرا دشمن جانی دوست بنگئے اور اگر واقعی یہہ

✤ مین ناصران ندوہ کو متوجہ کرتا ہون مسٹر شاہدین بیرسٹر ایٹ لا کے اس لکچر کیطرف جو آپ نے علیگڈھ کالج کے بانی کے
عرس پر لاہور مین دیا اور جسے مختصراً سول ملٹری گزٹ نے ۱۹ - جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کے پرچہ مین چھاپا ہے اس بیرسٹر کو مسلمانون
کی ذریت کا تربیت کنندہ اور قابل فخر نمونہ کہا گیا ہے - اس بڑے آدمی کو ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی اپنی اعلی پاک مسند
پر جگہ دی اور اس پر ناز کیا - خدا کا خدا کے برگزیدہ رسول محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا - تمام اخیار اور ابرار امت
کا اور سب الآخر دین حق کی عزت کا واسطہ دیکر مین ندوہ کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اس لکچر کو پڑھین اور غور کرین کہ
کیا اسلام کی عزت اور نبی عربی علیہ الصلوۃ والسلام کی کھوئی عزت ان لکچرارون اور قوم کے حامیون سے پھر بحال
ہوگی - اور کیا ندوہ اس لکچرار کے فعل اور قول سے متفق ہے اور اگر مخالف ہے تو اسکا اثر قوم کی نئی ذریت کے دلون سے
مٹانے کیلئے اس نے کیا انتظام کیا ہے اور کیا اس اجلاس مین اسپر نوٹس لیا جائیگا اور اگر مداہنہ سے کام لینا ہے تو پھر وہ جانے

احساس ندوہ کے دردمند دل کو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہو گئی ہے تو اسکے علاج اور تدارک آفات کے لیے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے۔ اور اگر علی گڈھ کے کانفرنس کی طرح رزولوشن بازی ہی مقصود ہے تو وہ جانے اور اس کا کام۔ پانچوان مقصد بھی مین نہین سمجھ سکتا کہ جذبات کے مغلوب اور پرجوش لوگ کیونکر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہین۔ اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیا شے ہے اور کن ذریعو سے ہوسکتا ہے ندوہ نے بیان نہین کئے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر کبھی غور بھی نہ کی ہوگی جو اس راہ مین راست بازون کو پیش آتی ہین۔ آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہین اور وہ کونسا باطل ہے جس کو تباہ اور نابود کرنا چاہتے ہین۔ سب سے بڑا اور اعلے حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ مین کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جائے۔ لا انتہا مسلمانون نے حضرت عیسے کو ابدی زندہ اور محیی اور ممیت اور شافی اور غیب دان خدا تعالی کی طرح مان رکھا ہے اور یون اس کی الوہیت کو تسلیم کرکے نصرانیون کے شرک عظیم کی مدد کر رہے ہین۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہین اور حضرت عیسے زندہ آسمان پر موجود ہین۔ عیسائیون کے ہاتھ مین یہ کاری حربہ خود مسلمانون نے دیا ہے جس سے عیسائی ان کو ذبح کر رہے ہین چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور کے بشپ بہادر نے اپنے ایک لکچر مین جس کے سامعین سیکڑون مسلمان تھے مسلمانون پر خود ان کے اس مسلمہ مسئلہ سے حجت ملزمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی مین مل گئے ہوئے انسان مین اور آسمان بلند پر بیٹھے ہوئے وجود مین کوئی فرق بھی تو ہے؟ اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والون مین سے ایک نے بھی اٹھکر اس کے دانت نہ توڑے اور مسیح کی عزت اور رسول کامل خاتم النبیین کی ذلت کو شیر مادر کی طرح پی گئے۔ ہان تو کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے۔ اور بڑا باطل اس وقت حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد ہے جس سے کروڑون آدمیون نے انہین خدا بنا

رکھا ہے اور اس اعتقاد کی اشاعت مین حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کے دلمین
ڈالا گیا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ جس کی نسبت قرآن نے کپکپا دینے والے الفاظ مین خبر دی کہ :۔
تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا
للرحمن ولدا اور بڑا بھاری مفسدہ جس نے پاکیزگیون اور راستیون یا یون کہو کہ اسلام
کی جڑ کھوکھلی کر دی ہے یہ فتنہ عیسے پرستی کا ہے اور اس کی جڑ ہے عیسے کی زندگی یعنی جسد عنصری
کے ساتھ زندہ آسمان پر جانا اس کا مان لینا۔ اس کی جڑ کاٹنا اسلام کو سرسبز کرنا اور مسیح کو مردہ ثابت
کرنا اسلام مین تازہ روح پھونکنا ہے۔ کیا ندوہ واقف نہین یا کم سے کم کوئی ایک فرد اس کا تو ضرور
واقف ہو گا کہ چھ کروڑ سے زیادہ رسالے اور کتابین عیسے پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام اور
پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تفسیق مین لکھی ہین اور یہ دجل اور سفید جھوٹ ہمکے گھرو
خدرون تک مین داخل ہو گیا ہے اور ایک آشوب رستخیز اس سے برپا ہو گیا ہے کیا ندوہ اس باطل
کے زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو تیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات مین کوئی
نقص اور عیب روا رکھا نہ جائے۔ اس کی پاکذات کی نسبت اعتقاد رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ سے متکلم
اور مدبر بالارادہ اور متصرف اور سمیع و بصیر ہے۔ اس کی صفت تکلم پر کسی زمانہ مین مہر نہین لگ سکتی
اس لئے کہ یہ اس کی شان مین منقصت کو روا رکھنا ہے اس نے اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا مین صاف اشارہ فرمایا ہے کہ منعم علیہم
جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سدا کھلے رہین گے اور تاکید فرمائی ہے کہ سب مسلمان یہ
دعا مانگا کرین اور بڑا انعام اس کا وہ فیوض اور برکات ہین جن کا نام ہے مکاشفہ اور وحی
اور رویائے صادقہ اور یہی ورثہ ہے ان لوگون کی جن پر انعام کیا گیا۔ اس لئے کہ اس انعام کے
بغیر وہ یقین اور زندہ ایمان مل نہین سکتا جو گناہ کے پرزور جذبات پر انسان کو غالب کر دے
اور اگر ایک طرف تو ان فیوض پر مہر لگ چکی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات اس حد تک پہونچ کر
ساکن ہو گئی تھین تو پھر یہ دعا نعوذ باللہ ایک دھوکا اور جھوٹے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ

نہین ہوگی اور یہ منقصت ہے صفات باری تعالے ہین۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اور اس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہوگئین اور آیندہ کے لیئے نعوذ باللہ دوسرے لوگون اور مذہبون کی طرح آپ کی نبوت بھی مرگئی اور آپ کی صفات عالیہ اور برکات حسنی کی قائم مقامی یا مظہر و بروز کی راہ بالکل مسدود ہوگئی اس دعا اھدنا الصراط المستقیم کی تکذیب ہوگی اور خدا تعالے کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی۔ اور بڑا بھاری حق یہ ہے کہ خدا تعالے کے ملائکہ واقعی خارج مین ایک مخلوق ہے جسے خدا نے ایمانیات ہین داخل کیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام ملکۂ انسانی یا ایک قوت قوائے انسانی مین سے نہین بلکہ ایک جدا مخلوق ہے اور قانون قدرت کے موافق خدا کے یہ وسائط ہین اور یہ روحانی وسائط ایسے ہی ہین جیسے جسمانی عالم مین خدا کے فیوض اور فضلون کے پہونچانے کے لیئے قوائے طبعی مثلاً چاند سورج ستارے اور دیگر مادی اشیاء وسائط ہین اور یہ وسائط خدا تعالے کی صفات کاملہ اور توحید کی شان پر کوئی زد اور حملہ نہین اور بڑا حق یہ ہے کہ دعا حق ہے اور ایک سبب قوی ہے منجملہ ان اسباب کے جو مقاصد و مطالب کے برلانے کے لیئے خدا تعالے نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے ہین اور دعا لاریب ایک علت قویہ ہے معلولات کے لیئے۔ اور بقول ایک سطحی خیال کے زمینی آدمی کے نزی خوش کن خشک عبادت نہین۔ اور مثلاً بڑا حق یہ ہے کہ خدا کے مرسلون اور ماموروں اور مبعوثون کی صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامت معجزات اور خوارق آیات ہین اور وہ ہین اقتداری پیشگوئیان جو علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہین اور یہ ان کے خدا کا مخفی اور نہان در نہان چہرہ اس جہان مین کبھی نظر نہین آسکتا۔ کیا ندوہ تیار ہے کہ ان حقون کا احقاق کرے اور ان کے مبطلون کا سر کچلے۔ بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا ندوہ نے اٹھایا ہے تو خدا مبارک کرے مگر افسوس ابتک تو ندوہ کی رفتار اس راہ پر نظر نہین آتی جو احقاق حق اور ابطال باطل کی ایک ہی مستقیم راہ ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور ابطال باطل کرینگے اور ان خطون مین جہان ابتک اسلام کا نور نہین گیا کونسی فضیلت اسلام کی اور دوسرے مذاہب باطلہ

اور اس مین ما بہ الامتیاز پیش کرین گے۔ تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ ان کے مذاہب
اور مذاہب کے انصار وخدام اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہین اور وہ اسی یقین کو شائع
کرتے ہین کہ خوارق عادت کا وجود پچھلے زمانون کے لیئے تھا اب نہ کوئی اس کی ضرورت ہے
اور نہ کسی مین قدرت ہے اور اس وقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ کمالات نبوت
سب ختم ہو گئے۔ اب نہ تو غیب کے حقایق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی
راہ مفتوح ہے۔ خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مہر لگ چکی ہے۔ ایک نیچری پیر مرد جیسے
اس حقیقت حقہ سے منکر ہے جو کہتا ہے کہ کمالات نبوت مین کسی کو سچا جانشین ماننا شرک
فی النبوت ہے اور در حقیقت نبوت کو خشک بے اثر غیر متعدی اور مردہ مان کر شرک عظیم کا مرتکب
ہو چکا ہے اور اپنی تحریرون مین مجنون اور نبی کے تخیلات مین کوئی واضح فارق اور علمی امتیاز
نہ دکھا سکنے سے اس بات کا مجرم ٹھہر گیا ہے کہ نبی کو فوق عادت پایہ کا انسان ثابت نہین کر سکا
ویسے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عملاً اس کے منکر ہین اور بڑے جوش سے اقرار کرتے
ہین کہ خلافت محمدیہ یا بروز محمدی یا زندہ نبوت بے معنی اور بے ضرورت باتین ہین۔ دوسرے
مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذہب کی صداقت اور حقیت کے لیئے دلایل دیتے اور
ہزارون صفحے سیاہ کرتے ہین اور تقریرون مین بھی ان کی زبانین تھکنے مین نہین آتین اسی طرح
مسلمان بھی لفظی دلائل اور مباحث پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہین دیکھتے۔ اب سوال
یہ ہے کہ اسلام مین اور ان مذاہب مین ما بہ الامتیاز کیا ہے۔ جیسے بے فیض اور خشک اور بے
برکت وہ مذاہب باطلہ ہین ویسا ہی اس رنگ مین اسلام ہوا۔ ایک ہی ما بہ الامتیاز تھا یعنی زندہ
خدا کا زندہ نشان جس کے دکھانے کی توفیق باطل کے پرستار ہاتھون کو کبھی نہین دی گئی اور نہ
دیجائے گی۔ جیسا کہ خدا کی پر حکمت کتاب فرماتی ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ
احدا الا من ارتضی من رسول سو اس کے وجود سے تمام بے برکت
اور استخوان پرست قومون کی طرح محرکان ندوہ اور دیگر مسلمان بھی منکر ہین۔ جبکہ یہ حال ہے تو

اب مین ندوہ سے باادب عرض کرتا ہون کہ کیا آپ یورپ مین سید احمد خان والا اسلام پیش کرینگے
جس مین خدا کو محض عضو بیکار اور معطل دکھایا گیا ہے۔ وحی سے انکار۔ دعا سے انکار۔ ملائکۃ اللہ
سے انکار اور خدا کی پیشگوئیون اور خوارق عادات سے انکار ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک روکھی
اور پھیکی کتاب ثابت کیا گیا ہے۔ یا کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کرین گے جیسا اہل حدیث
کے ایک ایڈووکیٹ نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب مین کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب
اسلام مین کوئی ایسا شخص نہین جو کوئی مقتدرانہ نشان دکھا سکے اور خرق عادات امور اس کے
ہاتھ پر ظاہر ہون۔ اس طرح اس نے اسلام کو پورا بے برکت اور بے اثر ثابت کیا۔ یا آپ ان
سجادہ نشینون اور فقرا اور صوفیون کا اسلام پیش کرینگے جنہون نے باوجود اقرار کے ختم نبوت
کے ہزارون نبوتین تراش لی ہوئی ہین اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ حقہ کو چھوڑ کر لاانتہا
بدعات کے بتون کو سجدہ کر رہے ہین۔ پھر مین باادب پوچھتا ہون کہ از راہ کرم اتنا تو فرمائین کہ
وہ کونسا مایہ الامتیاز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ ان خطون مین جائین گے جہان
ابتک اسلام کا نور نہین پہنچا اور لوگ شناخت کر لین گے کہ آپ لاریب ایک صادق اور
زندہ اور بابرکت مذہب لائے ہین اور یقین کر لین گے کہ ان کے مذاہب اس کے مقابل
مردہ اور لاشے ہین۔ کیا آپ حنفی مذہب کی اشاعت کرین گے یا مالکی کی۔ شافعی کی یا حنبلی کی
پھر یہ بھی لازم ہوگا کہ معاً چشتی مشرب کی تائید ہو یا نقشبندی کی یا قادری کی یا اور دیگر مشربون
کی۔ پھر یا سنیون کے یہ مجموعے ساتھ لے جائین گے یا شیعون کے قصص و روایات کے مؤلفات
غرض اس قدر اختلافات مین آپ مین کس فرد یا قوم نے کوئی روشن فیصلہ کی راہ تیار کی ہے
جسے غیر قومون کے آگے پیش کرین گے۔ اور اگر ندوہ کے پاس ہنوز تاریک اور بے مغز لفظ ہی
ہین اور تحیر کے ورطہ مین غوطے کھا رہے ہین تو کیا وہ ایک صادق اور حقیقی رہبر کی آواز سننے
کے لئے تیار ہین جو خدا کی طرف سے حکم اور مامور ہو کر ان اختلافات کی نار سے بچاتا اور قرآن کریم
کا وہی پہلا حبل متین ہاتھ مین دیتا اور ایک قوم بناتا ہے۔ ندوہ کو معلوم ہوگا کہ آج کل امریکہ مین

ایک شخص جان الگزینڈر ڈوئی نام دعوے کرتا ہے کہ وہ الیاس ہے وہ دوا کا منکر ہے اس کا گمان ہے کہ دعا سے لوگون کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل مین جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہین ہزارون آدمیون کی شہادتین درج کرتا ہے جو اس کے زعم مین اس کی دعا کے وسیلہ مختلف بیماریون سے اچھے ہوئے۔ یہ شخص دوسرے عیسائیون کی طرح پورا ظالم مشرک ہے اور مرد خدا کی الوہیت اور کفارہ کیطرف دعوت کرتا ہے اور اپنے باطل کو زینت دار الفاظ سے سجاتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ بیماریان بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہین اور اپنی دعا کو ان کا چارہ کار بتاتا ہے۔ اب کون فیصلہ کرے کہ فلان شخص درحقیقت اس کی دعا سے اچھا ہوا یا یون ہی خود بخود صحت یاب ہو گیا۔ اب اس قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہو سکتا ہے اور کونسا مذہب حق ان کے مذہب کے مقابل پیش کیا جا سکتا ہے جس کی نسبت صریح دعوے ہو سکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اس کی سچائی کا یہ معیار اور اس مین اور اس کے غیر مین یہ مابہ الامتیاز ہے اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہین ہو سکتا کہ مقتدر خدا کا زندہ طریق ثابت کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہین اور اس امر کا ثبوت بجز اقتداری اور قاہرانہ پیشگوئیون اور خوارق عادت امور کے اور کچھ نہین ؎

کیا ندوہ کے علم مین کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعوے کرتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا زندہ۔ اسلام زندہ۔ اسلام کا نبی کریم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ اسلام کی بولی عربی زندہ۔ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیون کا علم بیان کیا ہے اسکا سلسلہ ابتک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا یہ بات کسی کتاب سے مردہ اور بے

؎ آخر غیرت الہی نے اس سیاہ دل مشرک کے چارہ کار کے لئے اپنے صادق خلیفہ حضرت مسیح موعود کے دل مین جوش ڈالا آپنے ایک بڑا زبردست اشتہار اسلام کی حقیت اور نصرانیت کے بطلان کے اظہار کیلئے لکھکر اس باطل کے پرستار کو مقابلہ کیلئے بلایا ہے اور لکھا ہے کہ ہم دونون سے جو کاذب ہوگا وہ صادق کے سامنے ہلاک ہوگا۔ کیا ندوہ اس حربہ کے سوا کوئی اور حربہ باطل

برکت اور مسوخ و مجذوم ہونے کے نشانون سے ہے کہ اس کے مندرجہ معجزات اور خوارق
بطور قصہ اور کتھا کے رہگئے اور اب ان کا نمونہ دنیا مین موجود نہین - اور درحقیقت قابل تمسخر
اور مضحک کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعوے کرے کہ اس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند
ہوگئے ہین اور اس وقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہوسکتا ہے جو ان برکات
اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسرون کو دے سکے اور دشمنان اسلام کو دکھا سکے جو پہلے
راستبازون کو دی گیئن - افسوس رونے اور دانت پیسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلد فنا
ہوجانے والی اور مسوخ ہوجانے والی کتاب توریت کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیون
راست باز اور منعم علیہم موسے (علیہ السلام) کی مانند ہوئے اور خدانے ان سب برکات وفیوض
کا وارث نہین کیا جو حضرت موسے کو دی تھین مگر خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے انفاس قدسیہ اور خاتم الکتب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ سارا
سلسلہ ہی ختم ہوگیا اس لئے کہ نبوت پر مہر لگ گئی - اور اس طرح وحی کا تار بند ہوگیا - پیشگوئیون
اور خوارق عادات کا اظہار بند ہوگیا - مصالح الٰہیہ سے شریعت تو تکمیل پاکر ختم اور بند ہوچکی
تھی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیون مہر لگ گئی اللہ اللہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تانا بانا فیوض و برکات
کا ادھڑ گیا - اس صورت مین خدا تعالے کے اس قول کے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ
لحافظون کیا معنے ہوئے - کیا آپ حفاظت سے لفظون کی حفاظت مراد لیتے ہین اور اس
سے آگے تجاوز نہین کرتے - اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اسکے ہوتے قوم کیون بگڑی
اور کیون لفظون کی ذاتی تاثیر نے خود بخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اسوقت نظر آگیا اور ایک
زمانہ اسکا گواہ ہوگیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا - ایسا نہین بلکہ حفاظت
سے مراد اس کی صورت اور سیرت - الفاظ و معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب
کی حفاظت ہے - مطلب یہ ہے کہ جس زمانہ مین انسانون کی ایسی حالت ہوجائے کہ باری تعالے

کی ہستی کا انکار ہو جائے اس کی صفات پر اعتراض ہون - اور زمانہ پر فسق اور فجور اور بطلان اور شیطان کا سیاہ سایہ پڑ جائے اور تمام صداقتین اور حقایق حقہ استخفاف اور انکار کی نگہ سے دیکھے جائین اور پست ہمت سفیہ دشمن قرآن پر زبان طعن دراز کرین اس وقت ایسا آدمی ضرور مبعوث ہوگا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کرے گا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کرے گا - اور یون اس ذکر کی حفاظت ہوگی ہان تو مین پوچھتا ہون کہ ندوۃ العلما کوئی ایسا شخص دکھا سکتا ہے جسکو یہ اقتدار بخشا گیا ہو اس لئے کہ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور غیر خطون اور ملکون مین نور اسلام کا پہونچانا تو ایسے ہی شخص کا کام ہے - خشک لفاظ اور بے برکت ملا مولوی اور مبتدع صوفی کا تو کام نہین جبکہ ندوہ کے علم اور رسائی مین ایسا شخص نہین تو اس نے ان مقاصد کی ترتیب کے وقت کیا سوچا کیا اتنے پر قناعت کر لی کہ شہر بشہر چند خشک اور بے برکت آدمیون کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کر دیگا - افسوس ندوہ کی حقیقی مان ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی ان تیرہ یا کم و بیش برسون مین بیشمار رزولیوشن پاس کئے اور بیشمار روپیہ برباد کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش مین ایک قدم بھی نہ اٹھایا - قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلے تعلیم کے نہ ہونے سے یہ مریض ہلاکت کے قریب آگیا ہے اسکا علاج علی گڈھ کالج یا ایسے انسٹیٹیوشن کے سوا نہین - اور اسطرف کبھی التفات نہین کیا کہ خدا کو ناراض کر کے - یعنی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے - قرآن کریم کے موجود ہوتے فسق و فجور کی راہون کو اختیار کر کے اور شریعت حقہ کی پابندی سے منہ پھیر کر قوم کا یہ حال ہو گیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا اس لئے کہ سورہ فاتحہ کے اخیر مین مغضوب علیہم کے لفظ مین اشارہ ہو چکا تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے استیلا اور فتنہ کے وقت مسلمانون کی حالت علمی اور عملی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کی مانند ہو جائیگی چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہو گئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ قوم کے ادبار اور نکبت کی حالت ہر رنگ مین مضروب الذلت قوم یہود کی مانند نہین غرض مادہ پرستی

اور بالکل رو بدنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوموں کی طرح محمدن (اس بے ادبی اور گستاخی سے
خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ نے قوم کی تباہی کے محض زمینی اور مادی اسباب قرار
دئے اور مسٹر گلیسٹون کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا۔ اگر میرے اس بیان مین اعتدا
ہے تو مجھ سے زیادہ شکرگذار نہ ہوگا کہ جناب سید مہدی علی صاحب خدا کے حضور مین کھڑا ہونیکے
ہول کو مدنظر رکھکر حقیقت حقہ کے منہ سے نقاب کھولین اور بالبداہت اسے ذہن مین رکھ
لین کہ ہم ان کے اجلاسون کے مختلف پریزیڈنٹون اور بہت سے محرکون اور موئیدون کے حال و
قال سے ناواقف نہین۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ لوگ اپنے تقوے وطہارت اور اتباع اور رعایت
حقوق اللہ وحقوق العباد کے لحاظ سے وہ لوگ ہین جو قوم کے شیرازہ کے لئے ناقابل نقض تاگا بن
سکتے ہین اور یہی لوگ اس زمانہ مین صحابہ کا بروز ہین؟ مین یقین کرتا ہون کہ مین نے مختصراً
بیان کر دیا ہے کہ جب تک قوم کو ابراہیمی قبلہ کیطرف متفق کر کے متوجہ نہ کیا جائے اور سب سے
پہلے یہ کام کیا جائے تب تک کچھ نہ ہوگا اور مین نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب یہ قوم بنی تھی تو کن ذرائع
اور اسباب سے بنی تھی اور اس کی اصلاح کے لئے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ
نمونہ اس قوم کے سامنے پیش ہوا اور اس مقنن اور ہادی کو کیا صفات اور خصائص دئے
گئے تھے جنسے قوم مین یکجہتی اور لانظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا۔ اگرچہ ان مین ہر ایک بات طبعاً
تفصیل اور بسط چاہتی تھی مگر مجھے مصلحت نے اختصار اور اجمال پر مجبور کیا۔ مین یقین کرتا ہون کہ اسکے
بعد ضروری نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنون پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہو سکتا ہے کہ اب کیا کیا جائے
اور قوم کی اصلاح کے لئے ان صفات کا آدمی کہان سے لایا جائے۔ لہذا مین زیادہ دیر تک ۂ
دلکش آمیز بیان کو معرض تحریر مین لانا نہین چاہتا اور معاً سنا دینا چاہتا ہون کہ خدا تعالے نے
اپنے وعدہ کے موافق مناہج نبوت پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے یا صاف لفظون مین یون کہا
جائے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورہ جمعہ مین فرمایا تھا وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ
لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی وہ رسول پاک جو امیون مین مبعوث ہوا اور ان کا تزکیہ کیا

اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا جو ہنوز
صحابہ مین شامل نہین اور اس غرض کے ملئے اس کی بعثت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے
موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا مین تشریف لائے ہین یا یون کہو کہ حضرت غلام احمد
قادیانی کے بروز مین جلوہ گر ہوئے ہین یا یون سمجھو کہ خداوند علیم حکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی
کو وہی خو بو وہی برکات وہی انعامات اور وہی معجزات دیکر مبعوث فرمایا ہے از بسکہ زمانہ بگاڑ
اور فساد مین اپنی اسی پہلی حالت پر آگیا بلکہ زیادہ فساد کی طرف جھک گیا تھا اور اسی تعلیم کی
اسی قوت قدسی کی۔ ان ہی فیوض و برکات کی۔ ان ہی معجزات اور خوارق عادات کی اور مقتدرانہ
پیشگوئیون کی ضرورت تھی اس لئے غیور خدا نے اس پاک اصل کے سچے ظل اور خلیفہ کو جو اسکی
اتباع اور اسکے نام مین فانی ہوچکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہین رکھتا اور اس کی تعزیر اور توقیر اور
تبجیل مین رات دن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتین اور طاقتین دیکر دنیا مین بھیجا تاکہ از سر نو
خدا کی حمد سے دنیا بھر جائے اور زہریلے سانپ کی کچلیان نکال ڈالی جائین۔ سب سے پہلے
اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا تعالے زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی
زندہ رسول ہے۔ یعنی اسلام مین اور دیگر باطل مذاہب مین بڑا بین مابہ الامتیاز یہی ہے کہ جن
قدرتون اور طاقتون اور معجزہ نمائیون کا دعوے کسی زمانہ مین ان مذہبون نے کیا تھا اور اب
وہ بے ست و پا اور بے برکت اور مردہ ہوگئے ہین قرآن کریم کا حال ان کے خلاف ہے۔
اس مین یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کمالات اور اقتدارات کا دعوے اس کے
برکات کی وساطت سے ایک زمانہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیرین اور
برکات اور فیوض اور نشانات اب تک موجود ہین اور وہ قرآن کے سچے متبع کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے
ہین اسلئے کہ اگر نعوذ باللہ یہ بات نہو تو پھر اس مین اور دوسری مردہ کتابون مین کوئی فرق نہ ہوگا
یہ پہلا شخص ہے جس نے خدا کی اور تمام نبیون کی اور نبیونکی خصوصیات کی یعنی وحی کی مکاشفہ
اور رویا صالحہ کی۔ استجابت دعا کی۔ اور پیشگوئیون کی کھوئی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی۔ اور

قرآن کی جبروت کا سکہ دنیا مین بٹھا دیا اور سارے جہان مین ہزارون اشتہار دیئے کہ اسوقت زندہ مذہب صرف اسلام ہے
اور اس دعوے کے ثبوت مین وہ باذن اللہ تمام وہ برکات اور انعامات اور فیوض دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازونکو دئے گئے
اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب مین ان کا نام و نشان نہین۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے
ایسے باطل طریقونکے استیصال کیلئے یہ حربہ نکالا کہ زندہ اور سچی اور خدا کی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوے بھی آپ ہی
کرے اور اس دعوے پر دلیل بھی اپنے اندر سے دے۔ اسسے انجیل کی۔ وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابون کی عزت کی جڑ کٹ
گئی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اسوقت کی ساری قومون پر نصرانیون پر۔ آریون پر۔ برہموون پر نیچریون پر خدا تعالیٰ کی حجت
ملزمہ پوری کی۔ یہ پہلا شخص ہے جسنے اپنی بیعت مین یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اسکے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کیوقت منہ سے
نکالنا اور اسپر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ مین دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ جسطرح خدا نے قرآن کریم مین دو باتین رکھی تھین
جنکے ذریعہ سے وہ بابرکت اور ابدی کتاب ٹھہری یعنی عجیب تعلیم و تعلیم کی حفاظت کیلئے اقتداری پیشگوئیان۔ وہی انعام اور
برکت کا خلعت اسے پہنایا گیا جبکہ تعلیم مین یہ دعوے تھا کہ اسپر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور اسکے پیرو دونکو اس جہان کی اور
آیندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اسکے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہوگا اور راستی کے دشمن تباہ ہوجائینگے اور وہان دوسرے
عالم مین دوزخ مین جلین گے۔ اس لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ انذار و تبشیر کے وعدے اس جہان مین بھی پورے ہوتے اور یون آخرت
کے عالم اور اسکے ایلام اور انعام کے ثبوت کیلئے بطور توطیہ اور تمہید کے ٹھہر جاتے۔ لاجرم خدا کے مبشر وعدونکے مطابق گمنام اور
ریگستان کے رہنے والے کسرے اور قیصر کے خزائن اور ممالک اور انکے سونے کے کنگنون اور مصر و شام کے حور و قصور اور
انہار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوئے اسلئے کہ اس تمہید اور مقدمہ سے مہر لگ جائے اس دوسرے عالم کے مواعید صادقہ
پر اور آپکے اعدا تباہ ہوگئے اور اس دنیا کی نار یعنی جنگ کا ہیزم خشک بنگئے اسلئے کہ سچے ثابت ہوجائین اس عالم کے تمام خوفناک
وعید۔ اگر یہ دو باتین نہ ہوتین تو غیب الغیب خدا کی صفات یعنی اس کی قدرتون اور ارادون پر ایمان اور اس دوسرے وراء الوراء
عالم اور اسکے حالات اور کیفیات پر یقین کبھی پیدا نہ ہوتا۔ توریت اور انجیل اور وید اور دوسری مردہ کتابونمین یہی نقص تھا
اور انہی دو باتون کی کمی تھی جسکی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہوگئے اور آخر پچھلی دو قومین بھی جیسی اصل مین ایک تھین خدا اور
دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے مین بھی ایک ہوگئین اسی طرح اور اسی رنگ مین قرآن کی عزت کے لئے اسلام کی سچائی کو اس جہان کے
دیدہ دہان منکرون پر ظاہر کرنیکیلئے خدا تعالیٰ نے محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مرید مرزا احمد قادیانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کئے چونکہ دو
قومین اسوقت سخت حملہ اور ظالمانہ رد اسلام پر کرتی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دلکو ہلا دینے والی توہین کرتی تھین

اور خدا اور اسکے سچے وعدون اور وعیدون سے نہین انکار تھا ان پر قیامت تک حجت پوری کرنیکے لئے بعد اتمام حجت کے یعنی اسلام کی
تعلیم حق اور عجیب کوشش کرنیکے بعد انکے دو فردون یا ظلم اور شرک کے پرستارونکی نسبت موت کی پیشگوئی کی اور آخر خدا کے قہر کی بجلی
نے آتھم اور لیکھرام کے خرمن ہستی کو جلا کر اس ہمارے زمانہ مین اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیقت پر ویسی مہر لگا دی جیسے
کہ اس خیر القرون مین بدر کی پیشگوئی کے پورا ہونیسے لگی اور اسطرح ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم کی تعمیل کے اقرار اور انکار مین وہی پہلے کیسی
زندہ اور قاہرانہ تاثیر اور برکت موجود ہے اسبات نے ایک عالم کو دکھا دیا کہ اسوقت ایک شخص ہے جو دشمنونکے مقابل اسلام کی عزت کو
قائم رکھسکتا ہے + غرض جو مقاصد اور اغراض ندوۃ العلما نے اپنے اعلان مین لکھے ہین اور الفاظ مین انکے پورا ہونیکے لئے تڑپ
اور گدازش ظاہر کی ہے اور دردناک الفاظ مین ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی خیر کھو کھلی ہوگئی ہے اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے
انکے پورا ہونیکی سبیل خدا تعالے نے نکالی ہے ۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کیلئے مہدی موعود یعنی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات بطور ظل کے دیکر بھیجا ہے اور بیرونی حملونکے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کیلئے
زمانہ موجودہ کی اقتضا کے موافق آپکا نام مسیح موعود رکھا ہے اب آپکے وجود پاک مین وہ امام مفترض الطاعۃ موجود ہوگیا ہے جسکے
علم کے نیچے متفرق اور منتشر فرقے اکٹھے ہوکر دنیوی اور دینی ترقی کرسکتے ہین ۔ اس امین اور مامون پریزیڈنٹ کی صدارت کے
نیچے کسی ممبر کی جراٴت نہین کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بھڑکا سکے ۔ دنیا کو ایک پرعظیم انجمن کی ضرورت تھی جو مختلف گاڑیونکو
کھینچ سکتا سو اب وہ آسمان سے نازل ہوگیا ہے اب تمام برکات اور انعامات قوم کو اسی کے ذریعہ حاصل ہوسکتے ہین اور وہ تمام
روکین اور موانع دور ہوسکتے ہین جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ مین ہین + ندوۃ العلما اور دیگر انجمنونکا فرض ہے
کہ اس مامور انسان کی آواز پر کان لگائین بے اتفاقی اور اعراض کرنیسے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہونگے ۔ ایک لاکھ تک اس سلسلہ
کے خدام کی نوبت پہونچ گئی ہے اور بہت سی کتابین عربی مین فارسی مین اردو مین انگریزی مین اور لاکھون اشتہار اسکی تائید مین
شائع ہوچکے ہین قوم کے لیڈرون پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی اور دلائل مین غور
کرین اور پھر یا تو تائید کرین اور اس پاک سلسلہ مین داخل ہوکر قوم کی ترقی کی فکر کرین یا اسکی استیصال کیلئے زور لگائین اسلئے
کہ اسلام کے ہزارون فرد دن بدن اس مین داخل ہوتے چلے جاتے ہین اور اس سلسلہ کا دعوے ہے کہ بدون اسکے نہ اس جہان کی فلاح ہے
اور نہ اس عالم مین نجات ہے اور یون ان دعاوی سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلونکی راہ مین سخت ٹھوکر اور روک ہو رہا ہے ۔ اسکی
تائید یا تردید سے [illegible] تغافل کرنا مردون کی شان نہین ہے خدا کرے کہ ندوہ اور دیگر انجمنین اسطرف توجہ کرین اور اہل المومنین بنکر
دوسرے لوگونکے لئے بلکہ سارے جہان کیلئے سنت حسنہ کی بنیاد ڈالنے والے ہون آمین + عاجز عبد الکریم